بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا
تیلیفون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۳۶ | اتوار ۴ شوال ۱۴۰۲ھ ۲۵ وفا ۱۳۶۱ہش ۲۵ جولائی ۱۹۸۲ء | نمبر ۱۶۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۴ وفا جولائی۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت چند روز سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ پیشاب میں انفیکشن ہے۔ ہچکی کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ موصوفہ کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکز سلسلہ ربوہ میں عید الفطر روایتی ذوق و شوق سے منائی گئی

نمازِ عید سیدنا حضور ایدہ اللہ نے مسجد اقصیٰ میں پڑھائی اور پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا

عید پر نئے اور اچھے کپڑے پہننا سنت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ عند اللہ لباس التقویٰ قرار پا سکیں

جس نے رمضان المبارک سختی اور عبادت میں گذارا اس کے کپڑوں پر آج رب کی محبت کی نظر پڑے گی

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ عید الفطر کا خلاصہ

ربوہ:- ۲۲ وفا/جولائی۔ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں عید الفطر کی بابرکت تقریب اسلامی طریق کے مطابق روایتی ذوق و شوق اور عبادات و ذکر الٰہی کے ماحول میں منائی گئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر نمازِ عید پڑھائی اور اس کے بعد ایک پر معارف اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ عید الفطر کی تقریب میں شمولیت کے لئے اہلِ ربوہ کی کثیر تعداد کے علاوہ ربوہ کے اطراف اور دور و نزدیک مقامات سے کثیر تعداد میں احمدی احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ مسجد اقصیٰ کا صحن بھرا ہوا تھا اس کے علاوہ صحن سے باہر بھی شامیانے لگا کر احباب کرام کے لئے جگہ فراہم کی گئی تھی۔ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے بھی پردے کی رعایت سے عید الفطر کی نماز ادا کی۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں عید کے موقع پر حسب استطاعت نئے اور صاف ستھرے کپڑے پہننے کے بارے میں بڑی لطیف تصریحات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اصل لباس تو اللہ کے نزدیک تقویٰ کا لباس ہے اس عید کے موقع پر نئے کپڑے پہن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر یہ حسن ظنی فرمائی ہے کہ جس طرح یہ نئے کپڑے پہن رہے ہیں اسی طرح تقویٰ کا نیا لباس بھی پہنیں گے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس کا رمضان عبادت اور سختی میں گذرا ہو اس کے کپڑوں پر آج اس کے رب کی محبت کی نظر پڑے گی۔ اور یہی لباس دراصل قابلِ قدر ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ عید پڑھانے کے بعد خطبہ عید الفطر کا آغاز تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے فرمایا۔ بعد ازاں سورۃ الم نشرح کی آیات کی تلاوت فرمائی جو مندرجہ ذیل ہیں۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

(سورۃ الم نشرح)

اس کے بعد حضور نے فرمایا یہ عید جو رمضان کے بعد آتی ہے اور عموماً چھوٹی عید کہلاتی ہے اس کو کپڑوں سے خاص تعلق ہے۔ بچوں کے نزدیک تو اس عید کی اہمیت ہے ہی اچھے اور نئے کپڑوں سے۔ اس عید کا تعلق کپڑوں سے اس لئے ہوا کہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ آپ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہنتے عطر لگاتے اور ظاہری زینت کا بھی التزام فرماتے تھے۔ اس کے بعد سے سنت نبوی کی اتباع میں عید کے موقع پر نئے اور اچھے کپڑے پہننے کی روایت چل پڑی۔ حضور نے فرمایا لیکن بعض اوقات نئے لباس کی نسبت پرانے لباس میں ایسی عظمت اور تقدیس ہوتی ہے کہ یہ ہر نئے لباس سے فوقیت حاصل کر جاتا ہے۔ اور ایسی ہی ایک چیز آج میں نے بھی پہنی ہے یعنی حضرت مصلح موعود کا وہ کلہ پہنا ہے جس پر آپ پگڑی باندھا کرتے تھے۔ اور جو بہت پرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ میری بڑی بہن باجی جان ناصرہ بیگم صاحبہ نے مجھے عید کا تحفہ دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اعلیٰ لباس کوئی فخر کا مقام نہیں کتنا ہی اعلیٰ زربفت و کمخواب کا لباس ہو اس سے شان نہیں پیدا ہو سکتی شان اور عظمت تو اچھے اعمال کو حاصل ہے۔ انسان کپڑوں سے نہیں بلکہ کپڑے انسانوں سے عزت پاتے ہیں اور ان کو عزت حاصل ہو جاتی ہے کہ بادشاہ بھی اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتے ہیں حضور نے فرمایا حضرت (اقدس ..... ناقل) کے اس الہام میں بادشاہ کے لفظ سے ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کپڑوں کو بادشاہوں کی وجہ سے عزت حاصل ہو گی بلکہ ساری دنیا کے بادشاہوں کے ان کپڑوں سے برکت حاصل کرنے سے ان کپڑوں کی عظمت اور تقدس پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ حضور نے فرمایا آج دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اور سربراہان حکومت ان کپڑوں کی اہمیت سے واقف نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ حضرت (اقدس ..... ناقل) کی برکت سے بے جان چیزیں بھی بابرکت ہو جائیں گی۔ اور ایک وقت آئے گا کہ دنیا بھر کے بادشاہ روتے ہوئے ان کپڑوں سے برکت حاصل کریں گے حضور نے فرمایا کہ تاہم یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کوئی لباس انسان کو تقدس عطا نہیں کرتا۔ اگر میں حضرت مصلح موعود یا حضرت (اقدس ..... ناقل) کا لباس پہن لوں تو اس سے میری ذات کوئی تقدس نہیں پائے گی۔ اس کا تعلق

باقی صفحہ ۳ پر

فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمائیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ بتاریخ ۲۷ وفا/جولائی بروز منگل بوقت ۶ بجے شام مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح فرمائیں گے۔

کلاس کے جملہ منتظمین کرام۔ اساتذہ اور تمام طلباء و طالبات سے گذارش ہے کہ وہ نماز عصر (۵ بجے) مسجد مبارک میں ادا کریں۔ اور نماز کے معاً بعد شعبہ نظم و ضبط کی ہدایات کے مطابق مسجد میں ہی مقررہ جگہوں پر تشریف رکھیں۔ حضور کے خطاب سے قبل افتتاح کی ابتدائی کارروائی کے طور پر طلباء کی حاضری ہو گی نیز ضروری ہدایات دی جائیں گی۔ خواتین اور طالبات کے لئے پردے کا انتظام ہو گا۔

(محمد شفیع اشرف۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴، پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دار الرحمت غربی ربوہ، قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۂ اخلاص توحید باری تعالےٰ کا کامل ترین چارٹر ہے

قرآن کریم کے مطالب لامحدود ہیں اس خزانے کو حاصل کرنے کیلئے ہر احمدی کوشش کرے

مسجد مبارک میں رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ کو سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کا درس

ربوہ: ۲۱ وفا/جولائی۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ رمضان المبارک کو مسجد مبارک میں یہاں درس القرآن کریم کے اختتام پر آخری تین سورتوں کا درس دیا اور اختتامی دعا کرائی۔ احباب و خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد جس کا اندازہ پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھا اس درس اور دعا میں شامل ہوئے۔ مسجد مبارک کا صحن کچھا کھچ بھر جانے کے بعد بیرونی کچا صحن اور سامنے کے گھاس کے میدان میں بھی لوگ بھرے ہوئے تھے۔ خواتین کی طرف جگہ پُر ہو کر خواتین کی بڑی تعداد مسجد مبارک کی بغلی سڑک اور گیٹ سے باہر موجود تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے سوا چھ بجے سے پونے سات بجے تک قریباً پون گھنٹہ درس دیا اور وقت کی تنگی کی وجہ سے صرف سورۂ اخلاص کی کسی قدر تفسیر بیان فرما سکے۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جدید سائنسی حوالوں اور منطقی استدلال کے ذریعے توحید باری تعالیٰ کا مفہوم نہایت خوبی سے احباب کرام کے ذہن نشین فرمایا۔

حضور نے قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آخر میں یہ تینوں سورتیں قرآن کریم کے مضامین کا خلاصہ پیش کرتی ہیں اور حضرت مصلح موعود نے ان تینوں سورتوں کی جو پاکیزہ اور لطیف تشریح بیان فرمائی ہے، جن احمدیوں نے اس کا مطالعہ نہیں وہ توجہ سے اس کا مطالعہ کریں اس تفسیر کے مطالعہ سے ہر احمدی کا دل گواہی دے گا کہ قرآن کریم کے مطالب لامحدود ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر فرد کو ساتھ ساتھ نئے نئے مطالب بھی سمجھاتا چلا جائے گا۔ حضور نے فرمایا بڑے سے بڑا مفسر قرآن بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر کر سکتا ہے۔ قرآنی تفاسیر میں تو نئے سے نئے اشارے ملتے ہیں اور اچھی تفسیر کی پہچان یہ ہے کہ یہ اپنے اندر مزید در مزید مطالب کی جاذبیاں رکھتی ہے۔ حضرت (اقدس... ..... ناقل) کی تفسیر قرآنی کی یہی خوبی ہے۔ حضور نے فرمایا آج جب میں نے اس درس کی تیاری کے لیے سوچنا شروع کیا تو اتنے نئے سے نئے مطالب ذہن میں آتے گئے کہ میں نے سوچنا بند کر دیا کیونکہ مضمون اتنا زیادہ پھیل رہا تھا کہ پھر اسے سمیٹنا ممکن نہ ہوتا۔

حضور نے سورۂ اخلاق کی تفسیر فرماتے ہوئے کہا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اس میں یہ ذکر ہے کہ ہر انسان نے تمام بنی نوع انسان کو پیغام دینا ہے اور تمام مومنوں سے توقع کی گئی ہے کہ اس پیغام کا جھنڈا بلند کریں۔ توحید کا یہ پیغام سب سے پہلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور آگے پہنچایا۔ اب ہر دور کے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ توحید کے اس پیغام کو آگے پہنچائے اس سورۃ میں توحید کا ایک ایسا کامل چارٹر بیان کیا گیا ہے کہ اس سے زیادہ جامع و مانع بیان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں لفظ "اَحَدٌ" استعمال فرمایا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اس لفظ میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اکیلا اور تنہا ہونے کا مطلب ہے۔ کسی دوسرے کا خیال نہیں آسکتا۔ یہ لفظ ہر قسم کی تقسیم در تقسیم (N O T D I V I S I B L E) کی نفی کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا ابتدا میں ہی یہ کہہ کر تمہارا معبود اللہ ایک ہے تمام باطل خداؤں کا تصور ختم کر دیا اور تمام باطل سہارے توڑ دیئے اور بتا دیا کہ یہی ایک سہارا ہے اس کے سوا اور کوئی سہارا نہیں حضور نے لاہور کے ایک درویش کی نہایت مؤثر مثال دی کہ ایک دن اس نے دنیا کی مصیبتوں اور مشکلات پر نظر کی تو درویشانہ نعرہ لگایا کہ اللہ تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ فقیر دن رات نعرے مارتا رہا۔ اگلے روز اسکو خاموش اور سر جھکائے دیکھ کر کسی نے پوچھا کہ آج کیا بات ہے تو فقیر کہنے لگا کہ جواب آگیا ہے کہ اچھا جس کی دنیا پسند ہے وہاں چلا جا۔ حضور نے فرمایا اور کوئی ہے ہی نہیں۔

ع میں ترا در چھوڑ کر جاؤں کہاں

کا مضمون ہے۔ پھر جب تمام سہارے ختم کئے تو ایک خوف پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا ہوگا؟ ان تمام خوفوں کا جواب اگلا لفظ دیتا ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

کہ جب میری خاطر تمام سہارے توڑ دیئے تو آؤ میں تم کو بتاتا ہوں کہ میں کافی سہارا ہوں۔ سب میرے سہارے کے محتاج ہیں۔ حضور نے فرمایا الصمد کے کئی مطالب ہیں۔

۱۔ وہ ذی شان جو سب سے بلند اور باقی رہنے والا ہے۔ ۲۔ جو اور کسی سہارے کا محتاج نہ ہو مگر سب کے سب اس کے سہارے کے محتاج ہوں۔ جب سیلاب گھر کر آجائے اور سارے ملک کو ڈھانپ لے تو وہ واحد چٹان جو پانی سے سر نکالے باہر باقی رہ جاتی ہے اور ہر دوسری چیز اپنے بچاؤ کے لیے اس کے سہارے کی محتاج ہے۔ اسے صمد کہتے ہیں۔ تو اللہ نے بتایا کہ اور سارے سہارے ماں باپ کے، عزیزوں کے، حکومتوں کے، دوستوں کے سارے سہارے آزما کر دیکھ لو جب آزمائش کا دور آئے گا سارے سہارے پاؤں تلے سے نکل جائیں گے اور صرف خدا تعالیٰ ہی کا سہارا باقی رہے گا۔

دوسرا مطلب اس سے یہ بھی نکلتا ہے چٹان کا نیچے کا حصہ وہ ہے کہ ادنیٰ سا سیلاب بھی اس کو ڈھانپ لیتا ہے پھر کچھ حصہ وہ ہے کہ ذرا زیادہ سیلاب اسے ڈھانپ لیتا ہے۔ صرف وہی بچتا ہے جو کافی اوپر ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ ادنیٰ تعلق بچاؤ کا ضامن نہیں جو خوف لاحق ہے اس سے بھی بڑے خوف اور سیلاب آئیں گے صرف اللہ خوف سے بالا ہے اس لیے تعلق کی منزلیں بلند کرتے چلے جاؤ تاکہ ہر خوف سے بالا ہو جاؤ۔

پھر فرمایا

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

اس میں یہ فرما کر نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا عیسائیت کے دو خداؤں کی نفی کر دی (تیسرے کی نفی کا ذکر آگے ہے) یعنی بتا دیا کہ ایک خدا عیسیٰ تو وہ ہے جو جنا گیا اور دوسرا خدا باپ وہ ہے جس نے جنا۔ جبکہ اسلام کا خدا ان باتوں سے پاک ہے۔

حضور نے اس نکتے کی سائنسی پہلو سے تشریح فرماتے ہوئے بتایا کہ دنیا اور کائنات کی ہر چیز حیوانات و جمادات، ایٹم، پلازما ہر کسی میں یہ ناقابل شکست اصول جاری ہے کہ ہر چیز تغیر و تبدل کا شکار ہے۔ صرف ایک ذات واحد خدا تعالےٰ کی ہے جو اس سے پاک ہے پھر وہ ذات زمانے کے لحاظ سے بھی واحد ہے ازل کا اور خدا یا ابد کا اور خدا نہیں ہے۔ وہ خدا ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا وہ کسی کو پیدا کرنے پر مجبور نہیں ہے، کیونکہ جنسیات میں تولد و تناسل کا فلسفہ فنا کے نظریہ سے ابھرا ہے کہ جب ایک ذات زندہ نہ رہ سکے تو وہ اپنی بقا کے واسطے اور ذریعے کے طور پر نیا وجود پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اس طرح سے اپنا جوڑا تلاش کر کے اپنی نسل باقی رکھتی ہے۔ حضور نے فرمایا سائنسدانوں کا خیال تھا کہ کائنات کی ایک چیز پروٹان (جو ایٹم کا ایک مزید باریک حصہ ہے) ایسی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اب موجودہ تحقیق جو اربہا ارب روپے کے خرچ کے نتیجے میں سامنے آئی ہے بتاتی ہے کہ پروٹان کی بھی ایک عمر ہے اور اس کے بعد وہ ایک اور چیز پیدا کر کے ختم ہو جاتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں اس سے زیادہ کامل اور حسین کوئی سہارا نہیں۔

پھر فرمایا:۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

کہ اس کا کوئی ہمشکل نہیں۔ وہ ایک ہے اس جیسا کوئی نہیں۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں اَن گنت شکلیں ہیں زندگی کی۔ مگر ان کا یہ حال ہے کہ

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

اور

ع چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں میری

پس جب سائنس نے آغاز کیا تو مذہبی لوگ کہتے تھے کہ ایک قادر مطلق اور متصرف بالارادہ ہستی کا وجود موجود ہے مگر سائنسدانوں نے انکار کیا اب قریباً دو سو سال کے بعد بگ بینگ تھیوری اور دیگر انکشافات کی روشنی میں یہ پتہ چلا ہے کہ کسی بھی چیز کی کوئی صفت ہمیشہ کے لیے نہیں۔ فزکس کی اصطلاح بلیک ہول ایک ایسی جگہ قرار دی گئی ہے جہاں پر فزکس کی ساری خصوصیات ختم ہو جاتی ہیں یعنی فزکس کے تمام قوانین معطل ہو جاتے ہیں۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ تم فی ذاتہٖ کچھ بھی نہیں ہو ایک خدا کی ہی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔

حضور نے فرمایا اس سورۃ کا مضمون تو بہت وسیع ہے۔

یار زندہ صحبت باقی

اللہ تعالیٰ جب اور توفیق دے کہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔ یہی باتیں تو کرنی ہیں اور تو کر کس کے ہیں حضور نے فرمایا آپ بھی دعا کریں اور علم قرآن،

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

(قسط دوم)

(۷)

خاکسار نے ۱۹۷۵ء یا ۱۹۷۶ء میں خواب دیکھا کہ ایک جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ بیٹھے ہیں ان کے سامنے خاکسار اور ایک دوسرا آدمی بیٹھا ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ وہ دوسرا شخص مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ان حضرت صاحب یا حضور (مجھے یاد نہیں رہا کیا لفظ استعمال کیا) کے بعد میں میاں طاہر احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ میں نے اس شخص کو کہا کہ خلیفہ کی زندگی میں کسی دوسرے کا نام بطور خلیفہ لینا گناہ ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یہ خواب میں نے اپنے چھوٹے بھائی عزیزم مبارک احمد صاحب راجوری کو بھی بتایا تھا۔ میرے چھوٹے بھائی صاحب نے جواب دیا تھا کہ چند دن ہوئے میں نے بھی اسی سے ملتا جلتا ہی خواب دیکھا ہے۔

(شریف احمد راجوری
کنری ضلع تھرپارکر)

(۸)

جب حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کا وصال ہوا تو خاکسار نے رویاء میں دیکھا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح کے منصب پر فائز ہوئے ہیں اور حضور جماعت سے بیعت لے رہے ہیں۔ جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کے منصب پر فائز ہوئے تو میں نے اپنی رویاء کی یہ تعبیر کی کہ ایک پاک نفس خلافت کے منصب پر سرفراز ہوا ہے۔ مگر بعد میں مجھے یہ القاء کیا گیا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب چوتھے خلیفہ ہوں گے۔

(سید سخاوت شاہ ایڈووکیٹ
کراچی)

(۹)

۱۹۷۲-۱۹۷۳ء کی بات ہے جبکہ میں ڈیرہ غازیخان میں ملازم تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ قتل ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا ہے اس خواب سے میں نے حضور رحمہ اللہ کو بھی اطلاع دی تھی اور چند دوستوں بڑے بھائی صاحب اور والدہ کو بھی اس خواب سے مطلع کیا تھا۔ جس کے یہ احباب گواہ ہیں۔

(سلطان آثم
۵۹ گڑ اسٹیشن واپڈا بھاپڑہ تحصیل بھلوال
ضلع سرگودھا)

(۱۰)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ رمضان شریف کے ۱۹ ویں روزے کے لئے تراویح پڑھ کر ۱۶/۱۷ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی درمیانی شب بمقام خانیوال ابھی سویا ہی تھا کہ کسی نے یہ پریشان کن خبر دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ وفات پا گئے ہیں پریشانی اور گھبراہٹ میں مجھے سب سے پہلے نظام خلافت کی فکر ہوئی اور میں نے فوراً گھبراہٹ میں پوچھا کہ اب خلیفہ کون ہوئے ہیں۔ جواب ملا کہ میاں طاہر احمد صاحب اس پہلو سے اطمینان ہوا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے فراق میں زار زار رونے لگا اسی سوز و غم میں روتے روتے میری آنکھ کھل گئی۔

(نذیر احمد سندھو۔ ایڈووکیٹ
بورے والا۔ ضلع وہاڑی)

(۱۱)

خواب میں دیکھا کہ سردار مصباح الدین صاحب (آف چنیوٹ) مجھ سے فرماتے ہیں خاندان حضرت اقدس میں سے طاہر احمد آگے نکلے گا۔

مکرم سردار مصباح الدین صاحب کو میں نے یہ خواب تحریر کر کے درخواست کی کہ وہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں خود جا کر یہ خواب سنائیں۔ سردار مصباح الدین صاحب گئے مگر خلوت میسر نہ آنیکی وجہ سے خواب نہ سنا سکے۔ چند دن کے بعد مجھے صاحبزادہ صاحب کا خط آیا کہ محترم سردار صاحب آپ کے کسی خواب کا ذکر کر رہے تھے مگر سنائے بغیر چلے گئے۔ اس پر میں نے یہ خواب لکھ بھیجا انہوں نے جواب میں لفظ "طاہر احمد" سے استدلال کرتے ہوئے ایک نہایت لطیف تعبیر ارسال فرمائی۔

مگر میرے دل میں اس خواب کا یہی مفہوم تھا کہ آئندہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفہ ہوں گے اس مفہوم کا کسی سے ذکر نہ کیا۔

(عبدالسلام خان۔
لاہور)

(۱۲)

آج سے تقریباً چھ سال پہلے غالباً ۷۶ء میں مہینہ یاد نہیں۔ ایک رات نفل پڑھنے کے بعد سوئی تو خواب میں دیکھا کہ میں نے کسی بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا ہے۔ اور میں بے شمار مہمانوں کی آمد کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس ہجوم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بھی ہمراہ ہیں۔ حضور مجھ سے فرماتے ہیں "آج ہم آپ سب میں موجود ہیں۔ آپ کے بلانے پر ہم آئے ہیں مگر پھر شاید ہم ایسا جس طرح آپ کے گھر آئے ہیں۔ پھر ایسا موقع نہ ہو"۔ میں نے شرارت سے کہا اے ہمارے پیارے والد! آپ نہ ہوں گے تو پھر کون ہوگا؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کچھ دیر میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے اور پھر فرمایا "طاہر" اس سے آگے حضور کچھ نہ بولے۔

پھر حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا نے فرمایا "میں پہلے ہی اس جہان میں نہ رہوں گی"۔ اس کے بعد کچھ دیر میں کھڑی رہی۔ اور اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔

(نصرت بنت صوبیدار بدر عالم اعوان
۔ منڈی بہاؤالدین)

(باقی)

سید عبدالرزاق شاہ صاحب (مرحوم)

بہشتی مقبرہ کا ایک نامور فرزند

مکرم حسن محمد خان صاحب۔ کینیڈا

اس دنیا میں جو آیا ہے اسے ایک دن یہاں سے جانا بھی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو اٹل ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔ یہ دنیا آنی جانی ہے یہ سرائے فانی ہے۔ لیکن خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں یہ زندگی دوسروں کی یادوں میں ہوتی ہے۔ دوسروں کے دلوں میں ہوتی ہے۔ جانے والا چلا گیا لیکن اپنی مستقل یاد پیچھے چھوڑ گیا۔

یہ چند سطریں اپنے اس بزرگ دوست مہربان اور محسن کی یاد میں لکھ رہا ہوں جس کی جدائی کی اس قدر جلد امید نہ تھی۔ اس بزرگ کا نام سید عبدالرزاق تھا۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کا چھوٹا بیٹا بہشتیوں کے ٹبر کا ایک نامور فرزند۔ دنیا سے بیگانہ اور دین کا فرزانہ۔ مجھے آج یہ جان کر بھی یقین نہیں آتا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ اس کی روح پر ہزاروں رحمتیں اور لاکھوں برکتیں نازل کرے اسے اپنے قرب میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

کوئی ۲۵ برس ہوئے شاہ صاحب ربوہ میں میرے گھر کے سامنے آباد ہوئے۔ یہ تحریک کے کوارٹرز تھے میں نے انہیں نہ پہلے دیکھا تھا اور نہ ان سے کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان ذاتی زمینوں کے انچارج تھے جو سندھ میں تھیں۔ بعد میں انہیں ربوہ بلا لیا گیا اور آپ محمود آباد ناصر آباد سنڈیکیٹ میں متعین ہوئے اور یہ وہ ادارہ تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذاتی نگرانی میں ربوہ میں ہی کام کرتا تھا۔

شاہ صاحب صبح کو عین وقت پر گھر سے نکلتے اور وقت سے پہلے دفتر پہنچتے۔ دیر سے پہنچنا ان کے معمول کے برخلاف تھا۔ جب کبھی دیر سے پہنچتے تو اس وجہ سے کہ حضرت صاحب نے کوئی اور کام سپرد کیا جس کے سرانجام دینے میں دیر لگ گئی جو حقیقت میں تو دفتر کا ہی کام تھا۔ دفتر سے کبھی وقت سے پہلے گھر نہ آئے پورا وقت اپنے فرائض کی انجام دہی میں صرف کرتے۔ وقت سے پہلے گھر آنا معمول کے خلاف تھا۔ میری ہمسائیگی میں بیس برس کا طویل عرصہ گذارا۔ میں اس فخر سے پھولا نہ سماتا کہ اتنا بڑا بزرگ میرے پڑوس میں ہے۔ میں اکثر ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا کرتا۔ شاہ صاحب اپنی پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرتے محلہ کی مسجد کا نام "مسجد محمود" تھا۔ آپ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد کی زینت تھے۔ سوائے کسی مجبوری کے آپ اپنی ساری نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتے محلہ کے سب لوگ آپ کو قدر اور عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھتے۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ جماعت کھڑی ہوگئی اور آپ بھاگے چلے آرہے ہیں۔ ہمیشہ وقت سے پہلے پہنچتے اور ہمیشہ اپنا وقت اللہ کی یاد میں صرف کرتے۔ ذکرِ الٰہی کرتے دوسروں کو پند و نصائح کرتے۔ پند و نصائح کرنے والے خشک مزاج ہی ہوتے ہیں لیکن شاہ صاحب! شاہ صاحب کی بات ہی اور تھی جب کبھی کسی کو نصیحت کی، ہنستے ہوئے، سنجیدگی سے مزاح سے، پیار سے نصیحت کی۔ مسجد میں کبھی فضول اور غلط مذاحیہ انداز اختیار نہ کیا۔ اور یہی ان کی قدر و منزلت کا راز تھا۔ بڑا بننے کی کوشش کبھی نہ کی۔ ہر شخص محلہ میں انہیں بڑا سمجھتا لیکن اگر کوئی انہیں بڑا نہیں سمجھتا تھا تو وہ خود شاہ صاحب تھے۔ جناب حافظ عبدالسلام صاحب (اللہ ان کی عمر دراز کرے) مسجد محمود کے منتظم تھے۔ جب آپ تحریک جدید کے فرائض سے سبکدوش ہوئے تو یہ بوجھ میرے نحیف کندھوں پر رکھا گیا۔ ہم نے دسیوں نہیں، بیسیوں نہیں سینکڑوں بار کوشش کی کہ شاہ صاحب مسجد میں بہت باقاعدگی سے آتے ہیں، بزرگ ہیں، عالم ہیں باعمل ہیں مسجد کی امامت سنبھال لیں۔ لیکن بڑا بننے کا شوق ہوتا تو سنبھالتے۔ ہر بار انکار کیا یہاں تک کہ ہم ہار گئے اور چند برس ہوئے محترم شاہ صاحب ربوہ چھوڑ کر اپنے بچوں کے پاس کراچی چلے گئے۔ یہ بھی میں نے دیکھا کہ بعض اوقات مسجد میں نمازی کم ہیں اور امام مسجد نہیں آئے تو نمازیوں نے شاہ صاحب سے امامت کی درخواست کی لیکن شاہ صاحب ہمیشہ کسی نوعمر مبلغ کو امام بنا لیتے اور اس کی امامت میں نماز ادا کرتے۔ ہمارا محلہ مبلغین کی رہائش گاہ تھا اس لئے نوعمر مبلغین بھی یہاں رہتے اور عمر رسیدہ بھی۔ شاہ صاحب تو مستقل یہاں کے مکین تھے لیکن امامت کبھی نہیں کرائی۔ یہ خاکساری کا کس قدر اعلیٰ کردار تھا۔ ہم سب اس پر رشک کرتے تھے۔

تہجد کی نماز تنہائیوں میں ادا کی جاتی ہے رات کے اندھیروں میں بندہ اپنے مولیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے خدا جانے کیا کیا درخواستیں پیش کرتا ہے کس رنگ میں اپنے خالق و مالک کے حضور دعائیں ہوتی ہیں۔ یہ دوسرا کوئی نہیں جان سکتا اور صرف خدا اور بندہ ہی جانتا ہے۔ یہی حال اور یہی رنگ اس بزرگ کا تھا۔ بیس برس کے ساتھ میں میں جب کبھی آخرِ شب کی تنہائی میں بستر سے اٹھا تو شاہ صاحب کے گھر سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی۔ آپ کی آواز رات کی خاموشیوں میں درد بھرا راگ ہوتی۔ قرآن پڑھنے میں سوز ہی سوز ہوتا۔ عجیب دل کش آواز تھی میں دیر تک اسے سنا کرتا اور سوچتا کہ رات کے اس پہر میں خدا اس بزرگ کی تلاوت کو کیسے قبول نہ کرے گا۔ اس وقت کی دعائیں کیسے رد ہونگی کبھی اس بزرگ نے تہجد کی نماز ترک نہ کی دوسری نمازوں کا تو ذکر ہی کیا۔

فجر کی نماز ہمیشہ مسجد محمود میں ادا فرماتے نماز کے بعد آپ گھر آکر پتلون پہنتے۔ چھڑی ہاتھ میں لے کر سیر کو نکل جاتے۔ عام طور پر ربڑ کے بوٹ اس وقت استعمال کرتے تاکہ چلنے میں سہولت رہے۔ دو تین میل سیر کر کے واپس آتے اور باوجود بڑھاپے کے تازہ دم ہوتے اور میں انہیں کہا کرتا کہ شاہ صاحب اللہ نے آپ کو قابلِ رشک صحت عطا کی ہے تو فرماتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے۔ کبھی کبھار چھٹی کے دن سیر کرنے والے احباب پکنک کی تجویز کرتے کہ پڑوس کے گاؤں کے باہر امرودوں کے باغ میں جا کر یہ پکنک منائی جائے۔ آپ نے ہمیشہ اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ کوئی دوست چائے تیار کر لیتا۔ کوئی توس تیار کرتا اور کوئی کچھ اور۔ شاہ صاحب اپنا حصہ تیار کرتے جب ہم باغ میں پہنچتے اور چائے وغیرہ پینے کیلئے بیٹھتے تو اتنا کم کھاتے کہ حیرت ہوتی۔ کبھی اس دوست کو اور کبھی اس دوست کو دے رہے ہیں۔ کبھی اس دوست کو اور مجھے اس بات پر ہمیشہ ہی فخر رہے گا کہ سب سے زیادہ یہ عنایت مجھ پر ہوتی۔ کہا کرتے کہ تم سب سے کم کھاتے ہو اس لیے اب تم سب سے زیادہ کھاؤ۔ میں ان کی اس بات سے نہال ہو جاتا۔ میں نے بارہا چاہا اور شاہ صاحب سے اصرار کیا کہ وہ بھی زیادہ کھائیں لیکن مجھے ایک بھی موقع یاد نہیں کہ انہوں نے کبھی زیادہ کھایا ہو۔ روانگی کے وقت ہم باغ کے رکھوالے کے پاس جاتے۔ پانچ دس سیر امرود خریدتے اور واپس روانہ ہو جاتے۔ گھر پہنچتے تو میں اور شاہ صاحب ہی اکیلے ہوتے دوسرے دوست اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے میرا اور شاہ صاحب کا گھر آمنے سامنے تھا اس لیے ہم اکٹھے گھر پہنچتے تو فرماتے کہ میرے امرود تم لے لو۔ میں انکار کرتا کہ میرے پاس تو اپنے ہیں تو کہتے کہ اچھا آدھے لے لو پھر میں انکار کرتا تو ایک دو تو ضرور دے دیتے اور اس کا میں انکار کر ہی نہ سکتا۔ سوچتا ہوں کہ ہائے ایسے بزرگ اور ایسی محبت اب کہاں سے آئے گی۔ یہ بزرگ تو اب اپنے مولا کی گود میں ہیں اور یہ الفت اور محبت دائمی یاد کے طور پر ہمیشہ ساتھ رہے گی۔

اپنی رفاقت کے زمانہ میں کبھی نہ دیکھا کہ میلا پھٹا ہوا یا گندہ لباس پہنا ہو۔ ہمیشہ صاف ستھرا، استری کیا ہوا بے داغ لباس پہنتے۔ جوتا صحیح سالم، تسمے بندھے ہوئے، پالش کی ہوئی ہوتی بال کبھی بکھرے ہوئے نہ ہوتے داڑھی ہمیشہ معقول طریق پر ترشی ہوتی، چہرہ باوقار ہاتھ صاف ستھرے میں نے ان پر کبھی سیاہی کا داغ نہ دیکھا۔ آپ دراز قد تھے۔ رنگ سرخ اور خوب سفید۔ آواز میں رعب اور جلال۔ چال پُر وقار اور متانت سے بھرپور لیکن سلوک میں خاکساری باتوں میں عاجزی اور برتاؤ میں محبت کے سوا کچھ نہ پایا۔

مشرقی افریقہ میں محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔ لیکن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سلسلہ کے کاموں کے لیے وطن واپس آنے کا ارشاد فرمایا تو اسے اپنے لیے عزت افزائی سمجھی۔ اور وطن آگئے اور سلسلہ کی خدمت میں زندگی صرف کر دی حضور بیمار ہوئے تو حقِ رفاقت ایسا ادا کیا جو ضرب المثل تھا۔ اپنا سب کچھ بھول گئے امام کے قدموں میں دھونی رمائی۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ صبح صبح حضور رضی اللہ عنہ نے یاد فرمایا فوراً چلے گئے اور بیتی رات اندھیروں میں واپس آئے۔ مشرقی افریقہ میں معقول تنخواہ تھی لیکن خدمت سلسلہ میں یہ فراخی میسر نہ تھی لیکن ساری زندگی کبھی حرفِ شکایت لبوں پر نہ آیا۔ صابر و شاکر ہو کر زندگی گزار دی۔ ان کے اس صبر اور شکر اور قناعت پر ہمیشہ رشک ہی رشک آیا۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہر معاملہ میں یہ بزرگ قابلِ رشک ہی تھا۔

مسجد محمود جو ہمارے محلہ کی مسجد تھی آپ اسی میں وقت سے پہلے آجاتے اور اسی طرح ہمارے محلہ میں محترم حافظ عبدالسلام صاحب جو تحریک جدید میں وکیل الاعلیٰ تھے وہ بھی آجاتے تو اکثر لوگ جو مسجد میں ہوتے ان کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے۔ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے رنگ میں دین کی باتیں ہمیں سمجھاتے واقعات سناتے، رنگ رنگ سے ہماری تربیت کرتے، اور اس شیریں طریق پر کرتے کہ لطف آجاتا۔ کبھی خلیفۃ المسیح کے بارہ میں ان کی زندگی کا کوئی واقعہ سناتے۔ کبھی کوئی مسئلہ بیان ہو جاتا۔ کبھی کسی عالم دین کی تقریر کی تعریف ہو جاتی۔ کبھی دین کے ساتھ محبت کا ذکر ہوتا۔ اور یوں یہ محفل اس وقت تک جمی رہتی جب تک نماز کھڑی نہ ہو جاتی جب شاہ صاحب نماز میں کھڑے ہوتے تو میں نے انہیں کبھی سیدھے کھڑے ہوتے نہ دیکھا خدا کی عظمت و جبروت کے سامنے آپ ہمیشہ جھکے ہوئے ہوتے، خشیت کا عالم دیدنی ہوتا، ہر رکعت نماز بڑے ہی پُر وقار طریق پر ادا کرتے، اور یوں معلوم ہوتا کہ سچی اور عاجزانہ نماز ادا کی جا رہی ہے!

میں نے ۱۹۷۸ء کے آخر پر ایک کتاب تصنیف کی۔ جس کا نام "مقدس کفن" تھا۔ میں نے اپنے بے شمار دوستوں کو اپنی یہ تصنیف تحفۃً پیش کی۔ سب دوست یہ لیکر خوش ہوئے، اور میری مسرت کا باعث ہوئے۔ میں شاہ صاحب کو کیسے بھول جاتا۔ ان دنوں شاہ صاحب فارغ ہو کر کراچی تشریف لے جا چکے تھے، میں نے یہ کتاب انہیں بذریعہ ڈاک بھیج دی اور یہ بھی لکھا کہ میرے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مفید بنائے! اور میری عاقبت بخیر ہو، چند دن کے بعد مجھے ان کی طرف سے ایک سو ایک روپیہ کا منی آرڈر موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ اتنی اچھی کتاب کا یہ صلہ بہت ہی تھوڑا ہے اور میری طرف سے یہ محبت کا تحفہ ہے میری آنکھیں بھر آئیں میں نے محبت کے یہ آنسو روکنے کی کوشش بھی کی لیکن یہ پانی رُک نہ سکا، اور میں دیر تک روتا رہا۔ میں کیا کر سکتا تھا، اس پیار اور اس محبت کا جواب کیسے دیتا میں مسجد آگیا اور سجدہ میں پڑ کر شاہ صاحب کیلئے دعا کرتا رہا۔ اس کے سوا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تھے عبدالرزاق شاہ صاحب اور یہ تھا ان کا پیار جس کا میں مورد بنا۔ اب شاہ صاحب کی صرف یاد باقی رہ گئی ہے:

اللہ نے اولاد کثیر عطا فرمائی۔ سارے محلہ میں بچے تھے کچھ شریر بھی، کچھ شریف بھی لیکن خدا معلوم شاہ صاحب نے بیوی کی وفات کے باوجود کیسی تربیت کی کہ ان کے بچوں کی کبھی محلہ میں شکایت نہ سنی، بہت ہی خاموش بچے، اپنے کام سے کام، مسجد میں آنا اور سیدھے واپس گھر، سکول جانا اور سکول سے سیدھے گھر، بچوں کی شرارتوں سے کوئی سروکار نہ تھا، عجیب بچے تھے۔ اللہ سب کی عمر دراز کرے، مکرم شاہ صاحب کی سب سے بڑی بیٹی کا نام شریفاں ہے یہ ان کے بھتیجے سید مسعود مبارک شاہ صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں جو واقف زندگی ہیں۔ میں مسعود شاہ صاحب کو خوب جانتا ہوں لاجواب اور بے نظیر انسان ہیں۔ بہن شریفاں کا ہمارے گھر آنا جانا تھا میں سمجھا کرتا تھا کہ شاہ صاحب کے سب بچے سنجیدہ، کم گو اور ہنسی مذاق کے عادی نہیں لیکن بہن شریفاں کے آنے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ لوگ کس قدر زندہ دل ہیں، جب بھی آپ ہمارے ہاں آتیں ایک رونق کا سماں ہوتا پیارے محبت بھرے، صاف ستھرے مذاق اور ہنسی کا ماحول پیدا کر دیتیں، نہایت ہی شریف، باذوق اور انتہائی مخلص خاتون ہیں۔ میرے بچے ہمیشہ ان کا انتظار کرتے، اور جب کبھی وہ ہمارے ہاں آتیں سب چیخنے لگ جاتے آنٹی شریفاں آگئیں آنٹی شریفاں آگئیں، مطلب یہ ہوتا کہ اب رونق آگئی، اور پھر دیر تک ہمارا گھر زعفران زار بنا رہتا۔ آنٹی شریفاں کی چھیڑیاں سب کو چنا بنا کر بے دم کر دیتیں،

سید عبدالرزاق شاہ صاحب کو میں نے جس رنگ میں دیکھا یہ چند سطریں ان کا ایک فی صد بھی حق ادا نہیں کر سکتیں میں ۱۹۸۱ء کے شروع میں کینیڈا آگیا۔ وطن میں ملاقات کا موقع مل جاتا اب یہاں تو کوئی ایسا موقع نہ تھا لیکن یہ

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدری صحابہ رضوان اللہ علیہم کو روزہ دار کہنا درست ہے

گو وہ جنگ کے دن روزہ سے نہ تھے

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔اے سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ۔

۶ جولائی ۱۹۸۲ء کے روزنامہ الفضل میں خاکسار کا ایک مضمون روزوں کی افادیت کے متعلق بعنوان "روزہ تندرستی اور طاقت کی بحالی کا ذریعہ" شائع ہوا ہے جس میں ایک ضمنی عنوان یہ بھی تھا کہ "بدر کا تاریخی معرکہ روزہ داروں نے ہی جیتا تھا" اس سلسلہ میں غیر شعوری طور پر الفاظ کے ردوبدل کی وجہ سے ایک تاریخی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے جس کے ازالہ کے لیے قارئین کرام کی خدمت میں مندرجہ ذیل سطور پیش ہیں۔

معرکۂ بدر اور پہلے ماہِ صیام دونوں کا سال ۲ ہجری ہے

"بدر" کا مشہور و معروف اور فیصلہ کن معرکہ مسلمانوں نے ۲ ہجری کے رمضان المبارک کے مہینہ میں سر کیا تھا اور فرض روزوں کے احکام بھی دو ہجری میں ہی رمضان المبارک سے تقریباً دو تین ہفتے قبل ماہِ شعبان میں نازل ہوئے تھے۔ اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کے احکام میں بھی ان کی فرضیت بتدریج عائد کی گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل صرف تین روزے رکھا کرتے تھے ایک عاشورہ کا اور دو اور تھے مگر یہ روزے فرض نہ تھے۔

روزوں کے احکام بھی تدریجی طور پر نازل ہوئے

پھر جب ۲ ہجری میں رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اس میں بھی ابتداء میں سب کے لیے یہ رعایت رکھی گئی۔ کہ جو لوگ روزہ کو برداشت نہ کر سکتے ہوں وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں وبس۔ اس کے ایک سال بعد دوسرا تفصیلی حکم نازل ہوا جس میں اس عام رعایت کی مزید وضاحت کی گئی اور فرمایا کہ مریض اور مسافر اور حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت اور ایسے بڈھے لوگوں کے لیے جن میں روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو صرف اُن کے لیے یہ حکم برقرار ہے۔ اور انہیں حکم دیا گیا کہ بعد میں جب متعلقہ عذر باقی نہ رہے تو اتنے روزے قضا کر لیے جایا کریں جتنے کہ چھوٹ گئے ہوں باقی سب لوگ باقاعدہ روزے رکھیں یاد رہے کہ سورۃ بقرہ جس میں روزوں کے احکام ہیں۔ نبوت کے چودھویں سال میں نازل ہونی شروع ہوئی اور وفات کے سال تک نازل ہوتی رہی۔ اس میں کئی احکام اور باتیں تدریجی ہیں۔

معرکۂ بدر کے روز مسلمان روزہ سے نہ تھے

بہر حال یہ بات تاریخی طور پر طے شدہ ہے۔ کہ فرض روزوں پر مشتمل پہلا رمضان جو مسلمانوں پر آیا وہ وہی ۲ ہجری کا رمضان شریف تھا جس کی ۱۷ تاریخ کو اور بعض کے نزدیک ۱۹ تاریخ کو جنگ بدر کا عظیم تاریخی معرکہ سر کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مذکورۃ الذکر مضمون میں یہ جو تاثر آگیا ہے کہ گویا معرکہ کے دن گھمسان کی لڑائی کے دوران بھی مسلمان روزہ سے تھے یہ تاریخی طور پر درست نہیں ہے۔ بخاری ترمذی طبری اور تاریخ الامم والملوک جزء ثانی کے مطابق حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک میں دو مرتبہ جنگ پر گئے پہلی مرتبہ جنگ بدر میں اور آخری مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر اور دونوں مرتبہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جنگ کے ہنگامی حالات کے دوران رمضان کے فرض روزے چھوڑ دیئے تھے۔ جن کی تکمیل بعد میں کی گئی۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اِنَّہٗ یَوْمُ قِتَالٍ فَاَفْطِرُوْا

کہ یہ جہاد کا دن ہے اس دن روزہ نہ رکھو۔ دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّکُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّکُمْ فَاَفْطِرُوْا یَکُوْنُ اَقْوٰی لَکُمْ

یعنی تم کو دشمن کا مقابلہ درپیش ہے اس لیے روزہ چھوڑ دو تاکہ تم ہر طرح دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے اقویٰ اور مستعد ہو۔ یاد رہے کہ حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تاکہ تم کمزور نہ ہو جاؤ بلکہ فرمایا

یَکُوْنُ اَقْوٰی لَکُمْ

تاکہ تم دشمن کے مقابلہ کے لیے زیادہ قوی اور زیادہ بہادر ثابت ہو سکو۔

۲ ہجری کا رمضان فرض روزوں کا پہلا رمضان تھا

تاریخ الامم والملوک میں لکھا ہے۔

قال ابوجعفر وفی ھذہ السنۃ فرض صوم شھر رمضان وقیل انہ فرض فی شعبان منھا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ رای الیھود تصوم یوم عاشورہ فسالھم فاخبروہ انہ الیوم الذی غرق اللہ فیہ آل فرعون ونجی موسیٰ ومن معہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق بموسیٰ منھم فصام وامر الناس بصومہ فلما فرض صوم شھر رمضان لم یامرھم بصوم یوم عاشورہ ولم ینھھم عنہ۔ وعن ابن اسحاق قال صرفت القبلۃ ایضاً فی شھر شعبان علی راس ثمانیۃ عشر شھراً من مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۸)

یعنی حضرت ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ اسی سال یعنی سنہ ۲ ہجری میں رمضان کے روزے فرض کیے گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرض روزوں کے احکام رمضان سے پہلے مہینہ یعنی شعبان میں نازل ہوئے تھے جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضورؐ نے یہود کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو حضورؐ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے بتایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی تھی اس لیے ہم اس دن شکرانے کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے اپنی عقیدت و تعلق کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کو بھی ایسا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن جب اس کے بعد رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فرض کر دیئے تو پھر فرض روزوں کے علاوہ حضورؐ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے کا نہ حکم فرمایا۔ اور نہ اس سے منع فرمایا۔ اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ اسی شعبان کے مہینہ میں تحویلِ قبلہ کا حکم بھی نازل ہوا جس میں کہ روزے فرض کیے گئے تھے گویا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے اٹھارہ ماہ بعد یہ تحویل قبلہ عمل میں آئی۔ بعض روایتوں میں یہ مدت ۱۶ اور بعض میں ۱۷ ماہ آتی ہے۔

معرکۂ بدر کے صحابہؓ کو روزہ دار کہنا درست ہے

میرے اس تفصیلی نوٹ کا مقصد اس وقت یہ واضح کرنا ہے کہ اگرچہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جنگِ بدر میں شریک صحابہؓ معرکۂ بدر کے روز تو روزہ سے نہیں تھے لیکن چونکہ اس روز سے تقریباً دو اڑھائی ہفتہ پہلے رمضان کے فرض روزے شروع ہو چکے تھے اس لیے وہ سب صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم باقاعدہ روزے رکھتے ہوئے ہی معرکۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور اس لحاظ سے یہ درست ہے کہ وہ سب صحابہ رضوان اللہ علیہم جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے معرکۂ بدر سر کیا اور فتح مبین حاصل کی وہ سب روزہ دار تھے جنہوں نے رمضان شریف کے فرض روزے رکھتے رکھتے ہی اللہ اور اس کے رسولؐ کے اس عظیم تاریخی جہاد میں شرکت کر کے ظاہری قوت و طاقت کے مظاہرے کا بھی وہ کمال کا نمونہ دنیا کو دکھایا جس کی مثال نہیں ملتی اور جس کی موجودگی میں اسلامی روزوں پر یہ اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا کہ رمضان کے فرض روزے روزہ دار کو جسمانی اور دماغی لحاظ سے ناکارہ اور کمزور کر دیتے ہیں۔ پس یہ بالکل صحیح ہے کہ تاریخِ عالم کا بے مثال معرکہ بدر روزہ داروں نے ہی جیتا تھا جن کا دشمن تعداد و اعداد میں کئی گنا زیادہ تھا نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ ابتدائے اسلام میں جن صحابہ اور باعمل و بہادر خواتین مسلمانوں نے فتوحاتِ نمایاں حاصل کر کے اپنی ذہانت زیرکی طاقت اور انصاف پسندی اور تقویٰ و ایمان کے ذریعہ دنیا کے اکثر حصہ کے دل جیت لیے اور اپنی برتری کا سکہ جما لیا وہ نہ صرف فرض روزوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے بلکہ کثرت سے نفلی روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ جو اس امر کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے کہ اسلامی روزہ انسان کے قویٰ اور استعدادوں کو کمزور نہیں کرتا۔ وھو المقصود

بقیہ:۔ عبدالرزاق شاہ صاحب

امید نہ تھی کہ شاہ صاحب اتنی جلدی رخصت ہو جائینگے۔ ان کی ایک بیٹی اسی شہر ٹورنٹو میں رہتی ہیں ان کے میاں عزیزم شفیع احمد خان نے مکرم شاہ صاحب کی وفات کی خبر گزشتہ ہفتہ سنائی۔ سنانے میں آگیا۔ جس بچے نے بھی سُنا رونے لگا۔ یہ تھے سید عبدالرزاق شاہ صاحب، اور ایسے لوگ جن کا دل محبت کا اسقدر بڑا گہوارہ ہو، جن کی زندگی عبادتوں سے عبارت ہو، جو اخلاص کے مجسمے ہوں اور جنہیں ہر شخص سے محبت ہو دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں

ہر خادم کے لئے ماہنامہ خالد کا مطالعہ ضروری ہے (مینیجر خالد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وظیفہ نصرت جہاں بیگم

وظیفہ نصرت جہاں بیگم کا امتحان ۱۶ر اکتوبر کو صبح ۸ تا ۱۱ بجے دفتر لجنہ مرکزیہ میں ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے:۔

۱۔ قرآن کریم :۔ پارہ ۶ تا ۱۵ باترجمہ

۲۔ حدیث :۔ حدیث الاخلاق صرف ترجمہ یاد کرنا اور چہل احادیث باترجمہ

۳۔ نماز :۔ نماز باترجمہ یاد کرنی۔ دعائے قنوت باترجمہ، نماز کسوف وخسوف اور نماز استسقاء باترجمہ

۴۔ کلام :۔ نزول المسیح از حضرت اقدس .....

۵۔ عربی قصیدہ :۔ یا عین فیض اللّٰہ والعرفان ..... پہلے ۲۰ اشعار باترجمہ زبانی یاد کریں۔

۶۔ مضمون :۔ ۱۔ اسلامی پردہ عورت کی عزت کا ضامن ہے۔
۲۔ صداقت بانیٔ جماعت احمدیہ۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

زکوٰۃ کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول ما خالطت الزکوٰۃ مالاً قط الا اھلکہ"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں رہنے دیا جائے تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دے گا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ جماعت کے اکثر احباب وخواتین جو صاحب نصاب ہیں اور جن کو ادائیگی زکوٰۃ کا احساس ہے بڑی باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اپنی واجب الادا زکوٰۃ از خود ادا کر دیتے ہیں۔ مگر ابھی تک کئی ایسے احباب بھی ہیں۔ جن پر زکوٰۃ واجب تو ہوتی ہے لیکن مسائل سے لاعلمی کے باعث ادا نہیں کر رہے۔

امراء اصحاب، صدران کرام اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ احباب جماعت کو اس اہم فریضہ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں اور زکوٰۃ کی رقوم وصول کر کے مرکز میں جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (ناظر بیت المال (آمد) ربوہ)

ہفتۂ وصولی

برائے مجالس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے سالِ رواں کے پہلے نو ماہ مکمل ہونے کو ہیں۔ چندہ مجلس کے علاوہ باقی تمام مدات میں وصولی تدریجی وصولی سے کم ہے۔

لہٰذا جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ

۲۲ر تا ۲۹ر جولائی ۱۹۸۲ء

ہفتہ وصولی منایا جائے اس عرصہ میں ہر خادم اور طفل سے رابطہ قائم کر کے زیادہ سے زیادہ وصولی کی کوشش فرمائیں۔

چندہ سالانہ اجتماع اور تعمیر ہال صفِ دوم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ تمام وصول شدہ رقوم کا ۱۵ر اگست تک مرکز میں پہنچ جانا ضروری ہے۔ (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کیا آپ چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما چکے ہیں؟

ناظر بیت المال آمد

مربیان و معلمین سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں گزارش

قائدین اضلاع خدام الاحمدیہ ــ و ناظمین اضلاع انصار اللہ کی خدمت میں بطور یاد دہانی درخواست کی جاتی ہے کہ گذشتہ سال سے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں افسوسناک حد تک کمی رہی ہے۔ اور اس سال بھی ابھی تک بہت کم درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ اور ان میں بھی بعض کی طرف سے نتیجہ میٹرک کی اطلاع دفتر ہذا کو نہیں ملی۔

قبل ازیں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ر مئی ۸۲ء مقرر کی گئی تھی لیکن اس میں ۳۰ر جولائی ۸۲ء تک توسیع کر دی گئی ہے تاکہ آپ اس بارہ میں مزید تحریک اور کوشش فرما سکیں۔ اس کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہو سکے گا۔

میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکل چکا ہے۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہِ مہربانی آپ اپنے حلقہ کے میٹرک پاس ذہین، ہونہار، دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوانوں میں وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ ۳۰ر اگست ۸۲ء کو دفتر وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔ لیکن درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے ۳۰ر جولائی ۸۲ء تک وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں پہنچ جانی چاہئیں۔ داخلہ کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے آمین۔ ہمارے لئے بھی دعائیں فرماتے رہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے فضل سے مقبول خدمتِ دین کی توفیق ہمیشہ عطا فرماتا رہے آمین۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے موقعہ پر منعقد ہونے والے علمی مقابلوں میں شمولیت کی شرائط

۱۔ اجتماع کے تمام پروگراموں میں حصہ لینے والیوں کے لیے اولین شرط پردہ کی پابندی ہوگی۔ بے پردہ کو کسی پروگرام میں حصہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔

۲۔ اجتماع کے مختلف مقابلوں میں اس ممبر یا بچی کو حصہ لینے کی اجازت نہ ہوگی جو قبل ازیں متواتر تین سال مقابلہ میں پوزیشن حاصل کر چکی ہو۔

۳۔ ہر مقابلہ کے انعامات ساتھ ساتھ تقسیم کئے جائینگے۔ لہٰذا پوزیشن حاصل کرنیوالیوں کو مقام اجتماع میں موجود رہنا ہوگا۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ر اخاء ۱۳۶۱ ہش / اکتوبر ۱۹۸۲ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) ربوہ میں منعقد ہوگا۔

جس میں ہر مجلس کی نمائندگی لازمی ہے لہٰذا ابھی سے اس اجتماع کی تیاری شروع کر دیجئے خدا تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

★ ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے۔ منیجر ماہنامہ انصار اللہ ★

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اڑتیسواں سالانہ اجتماع ۱۵-۱۶-۱۷ اخاء ۱۳۶۱ ہش (اکتوبر ۱۹۸۲ء) کو منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ خلافتِ رابعہ کے بابرکت دور کا یہ پہلا اجتماع ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اس اجتماع میں شامل ہو کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور کلمات سے مستفیض ہونا چاہیئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی ارشاد ہے کہ:-

"ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

گذشتہ سال سالانہ اجتماعوں کے بارے میں حضور اقدس نور اللہ مرقدہٗ کا خصوصی پیغام یہ تھا کہ:-

"ہر جماعت کی نمائندگی اپنے اپنے اجتماع میں ہونی چاہیئے۔ اس کی ذمہ داری ایک تو خود ان تنظیموں پر ہے، لیکن اس کے علاوہ تمام اضلاع کے امراء کی میں ذمہ داری لگاتا ہوں اور تمام اضلاع میں کام کرنے والے مربیوں اور معلموں کی یہ ذمہ داری لگاتا ہوں کہ وہ گاؤں گاؤں قریہ قریہ جا کے۔ جاتے رہ کر۔ ایک دفعہ نہیں، جاتے رہ کر ان کو تیار کریں کہ کوئی گاؤں یا قصبہ جو ہے یا شہر جو ہے وہ محروم نہ رہے"

(الفضل ۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

پروگرام سوال و جواب

امسال سالانہ اجتماع لجنہ مرکزیہ کے پروگرام میں "علمی و مذہبی سوالات کے جوابات" کے عنوان کے تحت نیا پروگرام رکھا گیا ہے جس میں لجنات کی طرف سے آمدہ سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔ لجنات جس سوال کا جواب پوچھنا چاہیں وہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء تک لکھ کر بھجوا دیں۔ سوالات بھجواتے وقت خیال رکھا جائے کہ وہ سیاسی نوعیت کے نہ ہوں اور نہ ہی فقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ فقہ سے متعلق سوال مفتی سلسلہ سے دریافت کئے جائیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ

امسال شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام مقالہ نویسی کا جو مقابلہ ہو رہا ہے اسکے لئے عنوان " وفودِ عرب ..... مدینۃ النبیؐ میں (۵ ھ تا ۱۰ ھ)" مقرر کیا گیا ہے۔

اہل قلم خدام بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس انعامی مقابلہ میں شریک ہوں۔ مقالہ مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۲ء ہے۔ فہرست کتب اور ذیلی عناوین مجالس کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ مزید معلومات شعبہ تعلیم سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مطالعہ کتب خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کے ماہانہ مطالعہ کے لئے ماہ جولائی اور اگست میں حضرت اقدس کی کتاب "چشمۂ معرفت" مقرر ہے۔ قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ خدام سے اس کتاب کا مطالعہ کروائیں اور مہینہ کے آخر میں مجلس مذاکرہ کا اہتمام کریں۔

(نائب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

- خاکسار کا لڑکا عزیز لئیق احمد طاہر ایم بی بی ایس کے تھرڈ ائیر کے فائنل امتحان میں شریک ہو رہا ہے احباب کرام سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لیے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح خاکسار کی اہلیہ صاحبہ بھی عرصہ سے معدہ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں ان کی صحت کاملہ کے لیے درخواست دعا ہے۔ (نعیم احمد سیکرٹری وقف جدید دارالرحمت غربی ربوہ)

- میرے دوست مکرم عزیز احمد خان کے خسر مکرم امیر محمد صاحب آف ٹوپی ضلع مردان کچھ عرصہ سے پیٹ کے کینسر کے عارضہ سے بیمار ہیں دو اپریشن ہو چکے ہیں ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لیے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے۔ (چوہدری محمد صدیق صدیق اسٹیٹ ایجنسی افضل چوک ربوہ)
- میرا داماد عزیز احمد سیالکوٹ آجکل کاروباری لحاظ سے بعض مشکلات میں ہے۔ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار میں برکت دے نیز اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے نیک صالح اور پاک اولاد بھی عطا فرمائے جو سلسلہ احمدیہ کی خادم ہو۔ آمین۔

(محمد صدیق مبلغ انچارج سرینام جنوبی امریکہ)

- میں خود بھی بیمار ہوں اور میری بیوی بھی بیمار ہیں۔ نیز گھریلو حالات کی وجہ سے ہم پریشان ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں میاں بیوی کو کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور ہماری جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین۔ (خلیل احمد حلوائی گولبازار ربوہ)

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (۱۵-۱۶-۱۷ اکتوبر ۸۲ء) کے موقعہ پر مجلس شوریٰ منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

- مجلس شوریٰ کے لیے تجاویز مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ اگست ۱۹۸۲ء ہے۔
- شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے منتخب شدہ اسماء منظوری کے لیے مرکز میں بھجوائے جائیں۔ ہر مجلس اپنے خدام کی تعداد کے مطابق ہر بیس اراکین پر یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوائے گی۔ قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوگا جو مجلس کے لیے نمائندگان کی مقررہ تعداد میں شامل ہوگا۔
- نمائندگان کے اسماء مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء ہے۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ناظم صاحب اطفال

اپنا جائزہ لیں!

- کیا آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لئے خط لکھتے رہتے ہیں؟
- کیا آپ نے مرکز سے آمدہ خطوط پر کماحقہ عمل کیا ہے؟
- کیا آپ مرکز سے باقاعدہ رابطہ رکھتے ہیں؟
- کیا آپ نے مجلس اطفال الاحمدیہ کی رپورٹ کارگزاری بروقت مرکز کو روانہ کر دی ہے؟
- کیا اس ماہ میں آپ نے اطفال کے دو اجلاس عام منعقد کروائے ہیں؟
- کیا آپ اطفال اور اُن کے والدین سے براہِ راست رابطہ قائم رکھتے ہیں؟

اگر ان کا جواب اثبات میں ہے تو بلاشبہ آپ بہترین ناظم اطفال ہیں۔

(سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

خدام بھائیوں سے ضروری التماس

خدام بھائیوں سے التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں شامل ہو کر اسکی برکات سے حصہ پائیں۔

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ:۔ عید الفطر .....

اور سامانوں سے ہے۔ حضور نے فرمایا جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر آج نئے کپڑے پہنے جا رہے ہیں ان کا اپنا لباس تو انتہائی سادہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات تو کپڑا بڑا بوسیدہ ہوتا اور اس میں جا بجا پیوند لگے ہوتے۔ مگر یہ لباس صاف ستھرا ہوتا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل ضرورت قیمتی لباس نہیں اگر کسی کو اچھا کپڑا میسر نہ آئے تو کسی شرمندگی کی ضرورت نہیں یہ سوچ لینا چاہیئے کہ جس کے لئے دنیا بھر کی زینتیں بنائی گئیں اس کے کپڑے تو بڑے سادہ اور معمولی تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بعض اوقات کپڑے گرانی کا بھی موجب بن جاتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کو بعض اوقات بڑی سختی کرنا پڑی اور آپ نے اعلان کیا کہ اگر کسی گورنر کو ریشم پہنے دیکھا گیا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ پھر بعض اوقات پھٹے پرانے کپڑے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے مشہور بادشاہ محمود کے چہیتے غلام ایاز کا واقعہ سنایا جس کے متعلق اس کے حاسدوں نے مشہور کر دیا تھا کہ یہ رات کو چھپ کر ایک کوٹھڑی میں جا کر اپنا خزانہ دیکھتا ہے۔ بادشاہ نے جب تحقیق کی تو ایاز نے بتایا کہ اس کوٹھڑی میں اس کے غریبی کے دور کے پھٹے پرانے کپڑے پڑے ہیں جن کو وہ روزانہ عبرت حاصل کرنے کے لئے دیکھا کرتا تھا تاکہ اس کے نفس میں کوئی غرور پیدا ہو جائے

حضور نے فرمایا پس اگر زمین کے کپڑے بعض لوگوں کو یا بچوں کو میسر نہ آئیں تو یہ بات یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما دیا ہے کہ اصل لباس تو تقویٰ کا ہے اور اس عید کے موقع پر نئے کپڑے پہننے میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ عید کے دوران خصوصی عبادت و ریاضت کی توفیق ملتی ہے اس لئے انسان کو پرانے کپڑے اتار کر تقویٰ کا چولہ پہننا چاہیئے جس طرح قربانی کی اصل روح بکرے ذبح کرنا نہیں بلکہ وہ روحیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح ہو رہی ہیں وہ واقفین ہیں جو ہمیشہ ساری زندگی اطاعت خالص کا دم بھرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح نئے کپڑے پہننے کی سنت قائم کر کے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ پر یہ حسن ظنی فرمائی ہے کہ جس طرح سے نئے جسمانی کپڑے پہنے جائیں گے اسی طرح سے تقویٰ کا نیا لباس بھی پہنا ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس عید کی ایک اور خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ اس عید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جس شخص کا رمضان عبادت میں گزرا ہو اس کے کپڑوں پر اس کے رب کی پیار کی نظر پڑے گی اور یہی عید کا حقیقی فلسفہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کے کسی اور ملک کے تہوار کا یہ فلسفہ ہرگز نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو میں نے خطبہ کے آغاز میں پڑھی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی عید کا ذکر کیا گیا ہے کہ اے میرے بندے کیا ہم نے تجھے شرح صدر عطا نہیں کیا۔ وہ بوجھ جو کمر توڑنے والا تھا وہ سارا بوجھ ہم نے اٹھا لیا۔ اور ہم نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کیا۔ یہی وہ عید ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید قرار دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں ان آیاتِ قرآنی سے استدلال فرماتے ہوئے یہ لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا۔ کہ جو قومیں ترقیات اور آسائش چاہتی ہیں وہ تنگی اور تکلیف میں سے گزر کر ہی آگے بڑھا کرتی ہیں۔ اور اس عمل میں مسلسل کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے اگر کسی مرحلے کو منزل سمجھ لیا تو وہی تمہاری موت کا پیغام ہو جائے گا اس راہ میں تو ایک چوٹی سر کرنے کے بعد دوسری چوٹی سامنے آتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے حضور نے فرمایا اس آیت قرآنی۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝

میں قوموں کے عروج و زوال کی ساری داستان پوشیدہ ہے۔ جو قومیں سختی سے گزریں اور انہوں نے اپنی قربانی کے معیار کو بڑھایا خدا کا یہ وعدہ ان کے حق میں ضرور پورا ہوا چاہے وہ خدا کو مانتی بھی نہیں یا نہیں۔ جو اقوام ترقی بھی کر جاتی ہیں ان کی ترقی قائم رہنے کا اس پر انحصار ہے کہ وہ جدوجہد اور سختی کے نئے مراحل سے گزریں اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کو واپس انکی ذلت و نکبت کی صورت کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ اور جب تک محنت کی زندگی کو شعار بنائے رکھیں گے تو ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور نے فرمایا یہ خلاصہ ہے ساری بنی نوع انسان کی ترقی کے راز کا اور یہ اصول ہمیشہ سچ رہا ہے اور ہمیشہ سچ رہے گا۔ اس میں ان غریب قوموں کے لیے جو اپنی ترقی، بقا، اپنے ہتھیاروں روٹی اور تعلیم کے لیے کشکول ہاتھ میں لیے رکھتی ہیں بتایا ہے کہ تمہارا عسر بھی یسر میں بدلے گا۔ جس طرح ایک انگریز شاعر نے کہا ہے کہ اگر خزاں آگئی تو بہار دور تو نہ ہو جائے گی۔

حضور نے ان آیات کی تفسیر جاری رکھتے ہوئے فرمایا اس فلسفے کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ پھر اس طرف متوجہ فرماتا ہے کہ یہ تو عام قانون ہے ایک اور خاص قانون تمہارے لیے ہے کہ تم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو۔ ان کی عید یہاں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ان کی عید کی معراج اور ہے چنانچہ اس کے لیے فرمایا:۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝

اس میں وہی مضمون ایک اور رنگ میں بیان کیا ہے کہ ہر نعمت کو پانے کے بعد پھر ایک مشقت کا دور حاصل کرو اپنے رب کی طرف پھر توجہ دیکر پھر ترقی کی نئی منازل طے کرتے چلے جاؤ۔ حضور نے فرمایا اس کڑے رمضان سے گزرنے کے بعد اس عید میں اپنے رب کی طرف پھر رجوع کرو اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتا ہے کہ خبردار! اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ عید تم سے چھین لی جائے گی۔ ہر دفعہ جب آسائش کا دور آئے تو ایک نئے مشقت کے مرحلہ کے لیے تیار ہو جاؤ تاکہ تمہیں وہ عید عطا کی جائے جو دائمی ہے اور جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے۔

آخر میں حضور نے اپنی طرف سے دنیا بھر کے احمدیوں کو، تمام عالم اسلام کو عید مبارک دی۔ غیر ممالک سے مبارک باد کے پیغامات اور تاروں کا ذکر فرمایا۔ اور تمام کثیر التعداد احباب کو بھی عید کی مبارکباد دی جو اپنے گھروں کا آرام چھوڑ کر دوسرے شہروں سے سفر کرتے ہوئے نماز عید ادا کرنے ربوہ آئے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیاں نظر انداز کر کے ہم سے عفو و درگزر کا معاملہ کرے ہمارے حال پر رحم کرے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر اپنے فضل عطا کرے یہی ہماری عید ہے اللہ تعالیٰ اس کو قائم دائم رکھے۔

اس کے بعد حضور نے دعا کرائی اور اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضور انور کا خطبہ نو بج کر پانچ منٹ پر شروع ہوا اور نو بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا اس طرح سے قریباً چالیس منٹ خطبہ جاری رہا۔

بقیہ: درس القرآن

حاصل کرنے کے معاملے میں کسی پر انحصار کلی نہ کریں بلکہ خود سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں اور یہ خزانے تو لامتناہی ہیں اگر ساری دنیا کے سارے انسان بھی احمدی ہو جائیں اور وہ سارے کے سارے مفسر قرآن بن جائیں تب بھی خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم کے معارف ختم نہ ہونگے۔ اس لیے خود حاصل کریں اور صرف اتنا التزام ہو کہ جو بزرگوں نے تفسیر کا بنیادی ڈھانچہ سامنے رکھا ہے اس سے باہر نہ جائیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے باقی دو سورتوں کے معنی اور مختصر تشریح بیان فرمائی اور اس کے بعد سات بجنے میں پانچ منٹ پر دعا کروائی اور اس طرح رمضان المبارک کا یہ اختتامی درس اختتام پذیر ہوا۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس و انجینئرز کا سالانہ کنونشن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس و انجینئرز کا سالانہ کنونشن انشاء اللہ ۱۴ر اکتوبر بروز جمعرات بعد از نماز عشاء ربوہ میں منعقد ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت اجلاس سے خطاب فرمانا قبول کر لیا ہے جملہ احمدی آرکیٹکٹس اور انجینئرز سے شرکت کی درخواست ہے۔

(جنرل سیکرٹری ایسوسی ایشن)

ضروری اعلان برائے ترسیل چندہ "مصباح"

تمام لجنات و ممبرات اس امر کا خیال رکھیں کہ چندہ "مصباح" بھجواتے وقت منی آرڈر کوپن پر "مدیرہ مصباح" یا ان کا نام نہ لکھا کریں۔ منی آرڈر و ڈرافٹ صدر لجنہ مرکزیہ کے نام آنے چاہئیں۔ منی آرڈر کیش کرواتے وقت دقت پیش آتی ہے۔

(آفس سیکرٹری۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

معدہ کا السر

STOMACH ULCER CURE

معدہ کا السر۔ زخم۔ پھوڑا۔ 4 کیپسولز کا کورس

قیمت فی کورس -/15 درجن -/135 گرس -/1512 روپے

بونس علاوہ۔ نرخنامہ اور 140 کیورز کا لٹریچر مفت

ڈاک خرچ -/5 سٹاکسٹوں کے لئے فری ڈاک

ضمانتی معیار کیور میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ پاکستان